نقطۂ نظر

ڈاکٹر رؤف پاریکھ، اسلام آباد

اردو کے حروفِ تہجی کی صحیح تعداد کا مسئلہ اور معیاری اردو املا

اردو میں کتنے حروفِ تہجی ہیں؟ اس مسئلے پر مختلف آرا رہی ہیں اور آج بھی کچھ لوگ اس سوال کو اٹھاتے رہتے ہیں۔

اردو کے حروفِ تہجی کی تعداد کا مسئلہ شروع ہی سے الجھا ہوا تھا۔ ایک غیر ملکی مشنری بنجمن شلزے نے ۱۷۴۱ء میں A Grammar of Hindustani Language کے نام سے اردو قواعد کی جو کتاب لکھی اس میں اردو کے حروفِ تہجی کی تعداد صرف بتیس (۳۲) بتائی ہے اور اس کے بعد ہمزہ کو ایک علامت قرار دے کر گویا یہ تعداد تینتیس (۳۳) کر دی[1]۔ ابواللیث صدیقی نے اپنے دیباچے[2] اور تعلیقات[3] میں وضاحت کی ہے کہ شلزے کی فہرست میں بعض حروف مثلاً ''ٹ''، ''ڈ''، ''ڑ'' شامل نہیں ہیں حالانکہ وہ مثالوں میں ایسے الفاظ بھی دیتا ہے جن میں یہ حروف موجود ہیں۔ شلزے کو یہ مغالطہ ہوا تھا کہ اردو زبان فارسی اور ہندی کے ملنے سے بنی ہے[4] اور اسی لیے اس نے اردو حروف کی تعداد بتیس لکھی کیونکہ فارسی میں حروفِ تہجی کی تعداد بتیس ہی ہے (جن میں عربی کے اٹھائیس (۲۸) اور فارسی کے اپنے چار (۴) حروف شامل ہیں)۔ لیکن اردو میں حروفِ تہجی کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

دوسری طرف انشاء اللہ خاں انشاء نے اپنی کتاب ''دریائے لطافت'' (۱۸۰۸ء) میں حروفِ تہجی کی تعداد ایک جگہ پچاسی (۸۵) بتائی ہے[5]۔ لیکن اس کتاب کی اہمیت و عظمت کے باوجود اس مسئلے پر انشا سے اختلاف کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ تعداد بہت زیادہ ہے اور اس کی کوئی سائنسی بنیاد نہیں ہے۔

دراصل حروفِ تہجی کا مسئلہ لسانیات اور صوتیات سے جڑا ہوا ہے اور اسی کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لینا چاہیے۔ لسانیات اور صوتیات کے بعض ماہرین کے مطابق حروفِ تہجی دراصل آوازوں کی علامات ہیں اور ان کا مقصد کسی زبان میں موجود آوازوں کو ظاہر کرنا ہے۔ یوں کہیے کہ حروفِ تہجی آوازوں کی تحریری شکل ہیں۔

ہائیہ آوازیں اور حروفِ تہجی

بیسویں صدی کے ابتدائی بیس پچیس برسوں تک یہی خیال کیا جاتا تھا کہ اردو میں پینتیس (۳۵) یا چھتیس (۳۶) حروفِ تہجی ہیں اور اس زمانے کے ابتدائی اردو قاعدوں اور بچوں کو اردو سکھانے والی کتابوں میں یہی تعداد لکھی جاتی تھی۔ البتہ بعض کتابوں میں پہلے ''مفرد'' حروفِ تہجی لکھ کر بعد میں ''مرکب'' حروفِ تہجی لکھے جاتے تھے اور یہ طریقہ بعض درسی قاعدوں میں آج بھی ملتا ہے۔ یہ مرکب حروفِ تہجی کیا ہیں؟ یہ دراصل ہائیہ یا ہکاری آوازوں کو ظاہر کرنے والے حروفِ تہجی (یعنی بھ، پھ، تھ وغیرہ) تھے۔ ان آوازوں کو انگریزی میں aspirated sounds کہا جاتا ہے۔

کسی مصمتے (consonant) کو بولتے وقت پھیپھڑوں سے سانس معمول سے زیادہ مقدار میں اور ایک جھٹکے کے ساتھ خارج ہو تو اسے ہکاری یا ہائیہ آواز کہتے ہیں[6]۔ مگر انگریزی میں ہکاریت (aspiration) اتنی زیادہ نہیں ہوتی جتنی اردو میں ہے[7]۔ اردو کی یہ ہائیہ آوازیں (بھ، پھ، تھ وغیرہ) دراصل باقاعدہ منفرد آوازیں ہیں۔ گویا لسانیات کی زبان میں یہ الگ صوتیے یا فونیم (phoneme) ہیں۔ چونکہ وہ آوازیں جو ہوا کے ایک جھٹکے کے ساتھ مل کر ہمارے منھ سے نکلتی ہیں (بھ، پھ، تھ وغیرہ) وہ الگ آوازیں یا منفرد صوتیے (فونیم) ہیں لہٰذا ان آوازوں کو ظاہر کرنے والے حروفِ تہجی بھی الگ حروف سمجھے جانے چاہییں۔

اردو میں پندرہ (۱۵) ہکاری یا ہائیہ آوازیں ہیں جن کو ظاہر کرنے کے والے حروفِ تہجی یہ ہیں: بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ، کھ، گھ، لھ، مھ، نھ[8]۔

لغت اور حروفِ تہجی

بابائے اردو مولوی عبدالحق نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ اردو میں اوکسفرڈ کی عظیم لغت کی طرز پر ایک ایسی کثیر جلدوں پر مبنی لغت بنائی جائے جس میں اردو کا ہر لفظ ہو اور ہر لفظ کے استعمال کی سند بھی شعر و ادب سے دی گئی ہو۔ اس منصوبے پر ۱۹۳۰ء میں کام شروع ہوا تو پہلا مسئلہ حروفِ تہجی کی تعداد اور ترتیب کا تھا کیونکہ اس کے بغیر کسی لغت میں الفاظ کی ترتیب طے نہیں کی جا سکتی۔ اردو کی پرانی لغات میں عام حروف اور ہائیہ آوازوں کو ظاہر کرنے والے حروف (مثلاً ب اور بھ) میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا اور ان میں بعض الفاظ (مثلاً بہانا اور بھانا، بہر اور بھر، پہر اور پھر، گہر اور گھر) ترتیب کے لحاظ سے ایک ساتھ ہی درج ہیں جو اصولاً غلط ہے اور قاری کے لیے بھی الجھن کا باعث ہے۔ لہٰذا بابائے اردو نے طے کیا کہ اردو کی ہائیہ آوازوں کو ظاہر کرنے والے حروفِ تہجی کو بھی الگ حرف مانا جائے اور لغت میں ان کی الگ تقطیع قائم کر کے ان کی ترتیب غیر ہائیہ حروف کے بعد رکھی جائے، مثال کے طور پر جب ''ب'' سے شروع ہونے والے تمام الفاظ کا لغت میں اندراج ہو جائے تو ''بھ'' سے شروع ہونے والے الفاظ لکھے جائیں، وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ اس طرح مولوی عبدالحق وہ پہلے لغت نویس تھے جنھوں نے ان ہائیہ آوازوں کو ظاہر کرنے والے حروف (بھ، پھ وغیرہ) کو باقاعدہ الگ حرف مان کر اردو کے حروفِ تہجی کی تعداد اور ترتیب درست کی۔ اس کا عملی نمونہ ان کی مرتبہ ''لغت کبیر'' میں دیکھا جا سکتا ہے[9]۔ اردو میں ان ہائیہ حروف کی تعداد پندرہ (۱۵) ہے (جیسا کہ سطورِ بالا میں ذکر ہوا) اور یہ حروف بھی اردو کے حروفِ تہجی میں شامل ہیں۔

اردو کے حروفِ تہجی کی صحیح تعداد

قیامِ پاکستان سے قبل اردو لغت کا یہ منصوبہ مکمل نہ ہو سکا۔ اس عظیم لغت کے منصوبے کو حکومتِ پاکستان نے اردو لغت بورڈ کے تحت ازسرِ نو شروع کیا۔ بابائے اردو مولوی عبدالحق اس کے پہلے مدیرِ اعلیٰ تھے اور شان الحق حقی نے بطور معتمد (سیکریٹری) بورڈ کی لغت کے منصوبے کو آگے بڑھانا شروع کیا تو لسانیات سے واقفیت کی بنا پر بابائے اردو کی طے کردہ اردو حروفِ تہجی کی تعداد اور ترتیب سے اتفاق کرتے ہوئے حقی صاحب نے اردو کے ہائیہ حروف کو بھی اس میں شامل کیا۔ اس طرح عربی کے اٹھائیس (۲۸) حروف، فارسی کے مزید چار (۴) حروف (یعنی پ۔چ۔ژ۔گ)، اردو کی معکوسی (retroflex) آوازوں (یعنی ٹ۔ڈ۔ڑ) کو ظاہر کرنے والے تین (۳) حروف، اردو کی ہائیہ آوازوں کو ظاہر کرنے والے پندرہ (۱۵) حروف، الف ممدودہ (آ) اور ہمزہ (ء) کے علاوہ یائے مجہول (یعنی بڑی ''ے'') کو بھی الگ سے

حروفِ تہجی میں شمار کیا کیونکہ اردو میں یائے مجہول کا الگ اور خاص استعمال ہے، گو عربی میں صرف یائے معروف (چھوٹی ی) ہے اور اب جدید فارسی میں بھی یائے معروف ہی استعمال کی جاتی ہے اگرچہ کسی زمانے میں فارسی میں یائے مجہول رائج رہی ہے۔ اس طرح ان تمام حروف کو ملا کر اردو کے حروفِ تہجی کی کل تعداد "الف" سے لے کر "ے" تک ترپن (۵۳) ہوگئی جن کو ترتیب سے یہاں لکھا جاتا ہے:

ا۔آ۔ ب۔ بھ۔پ۔ پھ۔ت۔ تھ۔ٹ۔ ٹھ۔ث۔
ج۔ جھ۔چ۔ چھ۔ ح۔ خ۔ د۔دھ۔ڈ۔ ڈھ۔ذ۔ ر۔
رھ۔ڑ۔ڑھ۔ز۔ژ۔س۔ش۔ص۔ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔
غ۔ف۔ق۔ک۔کھ۔گ۔ گھ۔ل۔لھ۔م۔مھ۔ن۔
نھ۔و۔ہ۔ء۔ی۔ے

اس فہرست میں شامل حروف لھ، مھ، نھ وغیرہ باقاعدہ حروفِ تہجی ہیں کیونکہ وہ اردو کی بعض منفرد آوازوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی لیے ننھا، انھیں، تمھارا، تمھاری، تمھارے، جنھیں، کمھار اور چولھا جیسے الفاظ میں ہائے مخلوط (یعنی دوچشمی ہا یا ھ) لکھنی چاہیے ورنہ ان کا املا غلط ہوجائے گا۔

اردو کے حروفِ تہجی کی صحیح تعداد اردو لغت بورڈ میں شان الحق حقی نے ترپن (۵۳) طے کی اور اسی ترتیب اور تعداد کی بنیاد پر اردو کی بائیس (۲۲) جلدوں پر مبنی لغت باون (۵۲) سال کی محنت شاقہ کے بعد مرتب اور شائع کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ اردو کی پرانی لغات کے برعکس اردو لغت بورڈ کی لغت میں الف اور اس سے شروع ہونے والے الفاظ کا اندراج پہلے ہے اور الف ممدودہ (آ) کا بعد میں۔ گویا اس لغت میں الف کی تقطیع پہلے قائم کی گئی ہے اور الف ممدودہ اور اس سے شروع ہونے والے الفاظ الف سے شروع ہونے والے تمام الفاظ کے بعد درج کیے گئے ہیں (جیسا کہ اوپر درج فہرست میں بھی ہے)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ الف ممدود (آ) دراصل دو الفوں کے برابر ہے (۱+۱) اور اس طرح یہ بھی مرکب حرف ٹھہرتا ہے لہٰذا اصول کے مطابق پہلے مفرد حرف اور اس کے بعد مرکب حرف آئے گا۔

البتہ دورِ جدید میں کمپیوٹر آنے کے بعد جب مشینی کتابت میں نون غنے (ں) کی وجہ سے مسئلہ ہونے لگا اور دستی فون (موبائل) میں بھی پیغام نویسی میں دشواری پیش آئی تو مقتدرہ قومی زبان (جس کا نام اب ادارۂ فروغِ قومی زبان ہوگیا ہے) نے اپنے صدر نشین افتخار عارف صاحب کی نگرانی میں ایک مجلس (کمیٹی) بنائی جس کے ارکان میں ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر نجیبہ عارف اور محمد اسلام نشتر کے ساتھ راقم الحروف بھی شامل تھا۔ کمیٹی نے طے کیا کہ نون غنے (ں) کو بھی ایک حرف تسلیم کیا جائے تاکہ ایک معیاری (اسٹینڈرڈ) کلیدی تختے (یعنی key بورڈ) کی مدد سے جب عالمی سطح پر اردو کو فون اور کمپیوٹر میں استعمال کیا جائے تو کوئی الجھن نہ ہو۔ اس طرح اردو کے حروفِ تہجی میں ترتیب کے لحاظ سے نون (ن) کے بعد نون غنے (ں) کا اضافہ کرنا پڑا۔ اس اضافے سے ان حروف کی کُل تعداد چوّن (۵۴) ہوگئی ہے۔ گویا اردو کے حروفِ تہجی کی صحیح تعداد اب چوّن (۵۴) ہے۔ یہ تعداد مقتدرہ کے تحت شائع کیے گئے "معیاری اردو قاعدہ" میں بھی درج ہے۔ یہ قاعدہ مذکورہ بالا کمیٹی نے باہمی مشاورت سے تیار کیا تھا جو مقتدرہ سے ۲۰۱۰ء میں شائع ہوا۔

نون غنہ اور لغت میں اندراج

یہاں نون غنے (ں) کی حروفِ تہجی میں ترتیب کی وضاحت بے محل نہ ہوگی۔ نون غنے کو مقتدرہ قومی زبان نے ترتیب میں نون (ن) کے بعد رکھا ہے کیونکہ اردو کی مستند لغات (مثلاً اردو لغت بورڈ کی بائیس جلدی لغت) میں جہاں کہیں الفاظ میں نون اور نون غنے کی موجودگی اور ان کی ترتیب کا مرحلہ پیش آیا ہے وہاں نون کو نون غنے پر ترجیح دی گئی ہے، مثلاً "مان" اور "ماں" میں سے پہلے مان (نون کے ساتھ) درج لغت ہوگا اور اس کے بعد ماں (نون غنے کے ساتھ)۔ البتہ جن الفاظ میں نون اور نون غنے کا باہم تبادلہ معنی میں کوئی فرق پیدا نہیں کرتا (مثلاً آسمان اور آسماں یا جہان اور جہاں) وہاں لغت میں اسے ایک ہی بار درج کیا جاتا ہے اور بعض لغات میں وضاحت کردی جاتی ہے کہ اس کے یہ دونوں املا رائج اور درست ہیں۔ بعض لغات دونوں کا اندراج ایک ہی سطر میں کردیتی ہیں، مثلاً: آشیان/آشیاں یا آستان/آستاں۔

ہاں البتہ جس لفظ میں نون اور نون غنے کے فرق سے معنی میں فرق پیدا ہوجائے وہاں ان دونوں الفاظ کا الگ الگ اندراج لغت میں ہوتا ہے، مثلاً "جہان" جو فارسی کا لفظ ہے اور "دنیا" کے معنی میں ہے اسے "جہاں" (یعنی نون کی بجائے نون غنہ) بھی لکھا اور بولا جاتا ہے، اسے ایک ہی لفظ مان کر اس کا لغت میں ایک بار اندراج ہوگا۔ لیکن "جہاں" جو اردو کا لفظ ہے اور "جس جگہ پر" کے معنی میں آتا ہے اسے الگ لفظ مان کر اس کا بطور ایک مختلف لفظ اندراج کیا جائے گا اور ترتیب کے لحاظ سے لغت میں نون والا لفظ (جہان بمعنی دنیا) پہلے درج ہوگا اور نون غنے والا لفظ (جہاں بمعنی جس جگہ پر) بعد میں۔

ہائیہ آوازیں اور حروفِ تہجی

اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہائیہ آوازوں کو ظاہر کرنے والے بعض حروف سے اردو میں کوئی لفظ شروع نہیں ہوتا، مثلاً رھ، ڑھ، لھ، مھ، نھ وغیرہ، لیکن یہ حروف بعض الفاظ کے بیچ میں یا آخر میں آتے ہیں، مثلاً "چولھا" میں "لھ" کی آواز ہے اور یہی اس کا درست اردو تلفظ ہے۔ ان الفاظ کو دوچشمی ھ کی بجائے کہنی والی "ہے" (ہ) سے "چولہا" لکھنا اسی لیے غلط ہے کہ اس طرح ان کا تلفظ بھی غلط ہوجاتا ہے۔ اسی طرح "تمھارا" اور "کمھار" کا صحیح املا "ھ" کے ساتھ ہی ہے کیونکہ ان میں "مھ" کی آواز ہے اور ان کو "تمہارا" اور "کمہار" لکھنا غلط ہے۔ "جنھیں" اور "ننھا" میں "نھ" ہے اور "ننھا" (نن ھا) کو "ننہا" (نن ہا) بولنا اور لکھنا اسی لیے غلط ہے کہ اس میں ہائیہ آواز ظاہر نہیں ہوتی۔ "پڑھائی" اور "بڑھنا" میں بھی ہائے دوچشمی (ھ) لکھنا ضروری ہے کیونکہ یہاں "ڑھ" کی آواز ہے۔ اسی طرح "بارھواں" اور "تیرھواں" میں "رھ" کی آواز کو ظاہر کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے ان الفاظ کو "بارہواں" اور "تیرہواں" (یعنی ھ کی بجائے کہنی والی "ہ" سے) لکھنا غلط ہے۔

بات یہ ہے کہ یہ آوازیں جو ہائیہ یا ہکاری آوازیں کہلاتی ہیں صوتیات کی رو سے الگ صوتیے یا فونیم (phoneme) ہیں۔ ان کو اس طرح نہ لکھا جائے تو تلفظ غلط ہوجائے گا۔ بلکہ تمھیں اور تمھارا کو اگر دوچشمی ھ کے بغیر لکھا جائے (یعنی تمہیں اور تمہارا) تو ان کا عروضی وزن بگڑ جائے گا اردو کے وہ ہزاروں بلکہ لاکھوں مصرعے بھی بحر سے خارج ہوجائیں گے جن میں دوچشمی ھ سے لکھے جانے والے یہ الفاظ آئے ہیں۔ گویا ہمارے کلاسیکی شاعر اور عروض داں بھی ہماری زبان کی ان آوازوں کی درست کیفیت سے واقف تھے اور ان کا وزن شاعری میں درست آواز کے حساب ہی سے لیتے تھے۔ لیکن آج کل کے بعض پڑھے لکھے افراد بھی ان آوازوں کی درست صوتیاتی کیفیت اور ان کے املا سے واقف نہیں اور یہ ناواقفیت اردو املا اور حروفِ تہجی پر کیے گئے ان کے بعض اعتراضات سے ظاہر ہوجاتی ہے۔

اس ضمن میں بڑی قباحت اس وقت پیدا ہوجاتی ہے جب بچوں کو اردو سکھاتے وقت حروف جوڑیے اور حروف توڑیے جیسی مشقوں میں ہائیہ آوازوں کو ایک حرف کی بجائے دو حروف سے ظاہر کیا جاتا ہے، مثلاً لفظ "گھر" کو توڑ کر "گھ+ر" لکھنے کی بجائے "گ+ہ+ر" لکھا جاتا ہے حالانکہ

اس طرح اس کا تلفظ گھر کی بجائے گہر ہوجاتا ہے۔ ''بھر'' کے املا کو اگر توڑ کر ''ب+ ہ+ر'' لکھا جائے تو اس کا تلفظ ''بہر'' ہوجائے گا جو درست نہیں ہے۔ ''بھر'' کو توڑ کر لکھنا ہو تو اسے ''بھ+ر'' لکھنا چاہیے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

معیاری اردو املا

معیاری (standard) اردو املا کے ضمن میں رشید حسن خاں کی معروف تصنیف ''اردو املا'' کی وجہ سے خاصے معاملات طے ہوگئے اور کئی الفاظ کا درست اور معیاری اردو املا اب رائج ہوچلا ہے۔ تاہم بعض اہل علم رشید صاحب کے بعض خیالات سے متفق نہیں ہیں اور اردو املا کے ضمن میں بعض مسائل پر اختلاف موجود ہے، مثلاً رشید صاحب نے ''ادنیٰ'' اور ''اعلیٰ'' کا املا ''ادنا'' اور ''اعلا'' لکھنے کی تاکید کی لیکن اسے بعض اہل علم نے تسلیم نہیں کیا۔ اسی طرح وہ بعض الفاظ (مثلاً آزمائش، نمائش، ستائش) وغیرہ میں ہمزہ (ء) کی بجائے ''ی'' لکھنے کے قائل تھے[10] حالانکہ اس طرح ان الفاظ کا تلفظ بدل جاتا ہے اور یہ مثلاً ''نمائش'' کی بجائے ''نمایش'' یا نمایَش'' پڑھا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں رشید صاحب فارسی کی تقلید کے قائل تھے لیکن اردو میں ان الفاظ کا تلفظ فارسی سے مختلف ہے اور اردو ہر معاملے میں فارسی و عربی کی پابند بھی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک الگ اور خود مختار زبان ہے۔ اگر ہم ہر معاملے میں عربی اور فارسی کا اتباع کرنے لگیں تو بڑی گڑبڑ ہوسکتی ہے۔ سید سلیمان ندوی اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

''عربی، فارسی، سنسکرت، ہندی اور یورپ کی زبانوں کے ہزاروں الفاظ اپنی اپنی صورت بدل کر ہماری زبان میں ایسے رل مل گئے ہیں کہ ان کو پہچان کر اگر ہم ان کی اصلی شکلوں میں لکھنے اور بولنے لگیں تو خود ہماری زبان کی حکومت ہمارے ملک سے اٹھ جائے گی اور ایسے بدیسیوں کی بھیڑ ہر جگہ دِکھائی دے گی جو ہمارے دیس کے قانون کو نہیں مانتی۔ اس لیے ان بدیسیوں کو اس دیس میں رہنے سہنے کی اجازت اسی وقت مل سکتی ہے جب وہ ہمارے دیسی قانون کو قبول کرکے دیسی بن جائیں''[11]۔

التماس

ان معروضات کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ علم ان پر غور فرمائیں اور اپنی تجاویز پیش کریں تاکہ ادارۂ فروغ قومی زبان کے تحت ان پر بحث و مباحثے کے بعد درست نتائج قائم کیے جاسکیں۔ اس سلسلے میں کوئی باقاعدہ مجلس یعنی کمیٹی بھی قائم کی جاسکتی ہے۔ اس میں اردو املا کے بعض اختلافی امور کو باہمی مشاورت سے طے کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ آج سے کوئی پینتیس سال قبل ادارۂ فروغ قومی زبان (سابقہ مقتدرہ قومی زبان) کی ایک کمیٹی نے اردو املا کے ضمن میں کچھ سفارشات پیش کی تھیں جنھیں ایک کتابچے کی صورت میں شائع بھی کیا گیا تھا۔ البتہ ان میں سے بعض سفارشات پر پوری طرح عمل درآمد نہیں کیا جارہا۔

اگر اہل علم اس سلسلے میں تعاون فرمائیں تو ان کے مشورے سے کمیٹی کی سفارشات میں ترمیم و اضافہ کرکے ایک نئے کتابچے کی صورت میں شائع کیا جاسکتا ہے اور اسے ملک کے مختلف تعلیمی اداروں، ادبی تنظیموں اور ذرائع ابلاغ تک پہنچایا جاسکتا ہے تاکہ پورے ملک میں ایک معیاری (standardised) اور یکساں (unified) اردو املا رائج ہوسکے۔

مکرر عرض ہے کہ اردو املا کے مسائل کو طے کرکے اس کی ایک معیاری اور یکساں شکل رائج ہونا بہت ضروری ہے تاکہ مختلف مطبوعات (مثلاً کتب، اخبارات، رسائل) میں مختلف املا کی وجہ سے طلبہ اور عام قاری پریشان نہ ہوں۔ امید ہے اہل علم تعاون فرمائیں گے اور تجاویز سے نوازیں گے۔

حواشی:

۱۔ ہندوستانی گرائمر (ترتیب و ترجمہ و تعلیقات ابواللیث صدیقی)، (لاہور: مجلس ترقیِ ادب، ۱۹۷۷ء)، ص۶۰۔۵۹
۲۔ دیکھیے: ہندوستانی گرائمر، محولہ بالا، ص۳۴۔
۳۔ ایضاً، ص۱۴۸۔
۴۔ ملاحظہ ہو: شلزے کے دیباچے کا حاشیہ، محولہ بالا، ص۴۲۔
۵۔ پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی (مترجم)، دریائے لطافت (مصنفہ انشاء اللہ خاں انشاء) (کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۸۸ء)، ص۸ [اشاعتِ دوم]
۶۔ گیان چند جین، عام لسانیات (دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۵ء)، ص۸۷۔
۷۔ ایضاً۔
۸۔ ایضاً، ص۸۸۔
۹۔ (کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۳ء)۔
۱۰۔ ملاحظہ ہو: رشید حسن خان، اردو املا (دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۱۹۹۸ء)، ص ۴۲۸ و بعدہٗ [دوسرا ایڈیشن]
۱۱۔ نقوش سلیمانی (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۶۷ء)۔

☆☆☆

نئی مطبوعات

اردو سیکھیے

ادارۂ فروغ قومی زبان کے زیر اہتمام غیر ملکیوں کے لیے کتاب ''اُردو سیکھیے'' شائع ہوگئی۔ یہ کتاب نمل کے اساتذہ ڈاکٹر شفیق انجم اور ڈاکٹر ظفر احمد نے مرتب کی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اردو نے عالمی سطح پر غیر معمولی پذیرائی حاصل کی اور دنیا کے کم و بیش ہر خطے کے لوگ کسی نہ کسی حوالے سے اردو سے منسلک ہورہے ہیں۔ اردو سیکھنے والے غیر ملکیوں کی بڑھتی ہوئی رغبت کے پیش نظر ادارہ فروغ قومی زبان نے یہ کتاب شائع کی ہے۔ قیمت: ۳۶۰/- روپے

ڈاکٹر مہر عبدالحق

ادارۂ فروغ قومی زبان کے زیر اہتمام ''مشاہیر اردو'' سلسلے کی نئی کتاب ''ڈاکٹر مہر عبدالحق'' شائع ہوگئی ہے۔ اس کتاب کے مرتب ڈاکٹر شفیق انجم ہیں۔ ڈاکٹر مہر عبدالحق اردو اور سرائیکی کے لسانی و ادبی محقق، نقاد، مؤرخ، مترجم، مفسر، سیرت و سوانح نگار اور مفکر ہیں۔ کم و بیش نصف صدی سے زائد عرصہ مذکورہ بالا شعبوں میں خدمات انجام دیں۔ انھوں نے اردو لسانیات و ادب کے میدان میں بیش بہا اور گراں قدر اثاثہ عطا کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اردو کے آغاز و ارتقا کے موضوع پر تحقیق کی اور اپنے مؤقف کے حق میں گراں قدر دلائل فراہم کیے۔ یہ حقیقت ہے کہ اردو لسانیات کا باب ڈاکٹر صاحب کے وقیع کام کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ قیمت: ۲۸۰/- روپے

نئی شائع ہونے والی مطبوعات/ جرائد و رسائل

ڈاکٹر ہلال نقوی نے جوش ملیح آبادی کے کلام کی تدوین تین ضخیم جلدوں میں کی ہے جس کی اشاعت ''کلیات جوش'' کے عنوان سے ہوئی ہے۔

............o............

محمد حسن عسکری کی تنقید پر لکھے گئے ڈاکٹر سرور الہدیٰ کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ''گم شدہ معنی کی تلاش'' کے عنوان سے صریر پبلی کیشنز (لاہور) نے شائع کردیا ہے۔

............o............

''مبین مرزا کی تین جلدوں میں مرتبہ کتاب ''اردو کے بہترین شخصی خاکے'' کا نیا ایڈیشن نیشنل بک فاونڈیشن کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے۔

............o............

ڈاکٹر نجیبہ عارف کی کتاب ''راگنی کی کھوج میں'' شائع ہوگئی ہے۔ یہ ان کے روحانی سفر کا حال اور مرشد کی تلاش کی یادداشتیں ہیں۔

............o............

استعارہ (لاہور) کا تازہ شمارہ امجد طفیل اور ریاظ احمد کی ادارت میں شائع ہوگیا ہے۔ یہ محمد حسن عسکری پر خصوصی اشاعت ہے اور اس میں شامل بیشتر مضامین نئے ہیں جن میں فکر انگیز مباحث اٹھائے گئے ہیں۔

............o............

لوح ادب (کراچی) جنوری تا جون ۲۰۲۰ء کا شمارہ شائع ہوگیا ہے۔ اس کے سرپرست ڈاکٹر فرحت عظیم ہیں جبکہ مدیر اعلیٰ ڈاکٹر شکیل احمد خان ہیں۔ علمی و ادبی مضامین کے علاوہ ۲۰۲۰ کے مرحومین اہل علم و ادب کے حوالے سے خصوصی گوشہ شائع کیا گیا ہے۔